Sociology & Cultural Research Review (SCRR)
Available Online: https://scrrjournal.com
Print ISSN: 3007-3103 Online ISSN: 3007-3111
Platform & Workflow by: Open Journal Systems

A Preliminary Comparative Study of the Grihia Sutra and Islamic Jurisprudence regarding Family Law

خاندانی قانون کے حوالے سے گریہیہ سوترا اور فقہ اسلامی کا ابتدائی تقابلی مطالعہ

Muhammad Riaz Khan
PhD Scholar, Department of Islamic Studies, University of Science & Technology, Bannu

ABSTRACT
This article presents a comparative study of family law and its principles between Two distinct religious frameworks: The Grihya Sutra of Hinduism and Islamic jurisprudence (Fiqh). The study sheds light on the structural, moral, and spiritual dimensions of family life as conceived in both traditions, aiming to identify both convergences and divergences without asserting superiority. In Grihya Sutras, the family is a socio-religious unit built around ritual practices such as Vivaha (marriage), Upanayana (initiation), and Pakayajna (household sacrifices), with strong emphasis on Vedic mantras, sacred fire, and caste-based roles. Unlike some other systems, Islamic family law focuses on fairness, shared responsibilities, and being accountable to God in areas like marriage, parenting, inheritance, and everyday life. It supports a balanced approach where both husband and wife have rights and responsibilities, based on teachings from the Quran and the Prophet's example. This study takes a close look at the roles of husbands and wives, parenting duties, religious responsibilities, and how divorce is understood. While Grihya Sutras reflect a ritualistic and hierarchical model, Islamic jurisprudence presents a more egalitarian and practical approach. This comparative analysis fosters interreligious understanding, offers insights into the foundational ethics of both systems, and underlines the need for contextual interpretations in modern multicultural societies.

***Keywords**: Grihya Sutra, Arthashashtra, Family Law, Hinduism, Islam, Islamic Jurisprudence Religious Ethics.*

تعارف

تقابلی مطالعہ، تعریف واہمیت

تقابلی جائزہ سے مراد دو یا زیادہ فنکاروں یا ان کے تخلیقی کاموں کا تجزیاتی مطالعہ ہے، جس کا مقصد ان کی خصوصیات، فکری پہلوؤں اور اثرات کو نمایاں کرنا ہوتا ہے۔ یہ مطالعہ کسی فنکار یا فن پارے کی برتری یا کمتری کے تعین سے گریز کرتا ہے، بلکہ اس کے ذریعے ان کے باہمی تعلقات اور فرق کو واضح کیا جاتا ہے۔

شاہد پرویز کے مطابق:

"یہ دو یا زیادہ فنکاروں یا فن پاروں کا تجزیاتی مطالعہ ہوتا ہے جس سے ان کے مرتبے اور خصوصیات کو نمایاں کرنے کے ساتھ ان کے اثرات کی نشاندہی ممکن ہوتی ہے، لیکن یہ تعین قدر سے گریز کرتا ہے۔"[1]

سید احتشام حسین اس حوالے سے لکھتے ہیں:

"تقابلی جائزے ہمیشہ ناقص ہوتے ہیں کیونکہ تمام عناصر کو پیش نظر رکھنا تقریباً ناممکن ہے، اور اگر ایک یا کئی پہلو نظر انداز ہو جائیں تو نتائج بالکل غلط ہو سکتے ہیں۔"[2]

مذکورہ دونوں اقوال سے ثابت ہوتا ہے کہ تقابلی جائزے کو مکمل اور معیاری بنانے کے لیے ناقد کا غیر جانبدار ہونا ضروری ہے۔ اردو ادب میں تقابلی جائزے کی مثال شبلی نعمانی کے "انیس و دبیر" کے موازنے سے لی جا سکتی ہے، جہاں انیس کی فوقیت ثابت کرنے کے لیے دبیر کے کمزور کلام کا انتخاب کیا گیا۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ شبلی نعمانی انیس کے مداح تھے اور ان کی حمایت میں جانبداری کا مظاہرہ کیا۔

محمد ابراہیم کے مطابق:

"موازنہ کرنے والے کا یہ فرض ہے کہ وہ کسی شاعر کی مجموعی تخلیقات پر غور کرے نہ کہ صرف چند منتخب نمونوں پر۔ دوسروں کی آراء یا فنکار کی شخصیت سے متاثر ہو کر رائے دینا بھی اصول موازنہ کے خلاف ہے۔"[3] یہ بات واضح ہے کہ تقابلی جائزے میں غیر جانبداری اور اصولوں کی پاسداری نہایت اہم ہے۔ ذاتی پسند و ناپسند یا کسی خاص فنکار کی حمایت یا مخالفت پر مبنی رائے نہ صرف نتائج کو متاثر کرتی ہے بلکہ تقابلی جائزے کی علمی حیثیت کو بھی نقصان پہنچاتی ہے۔[4]

اس کے برعکس مذہبی لحاظ سے تقابلی جائزہ سے مراد: دین اسلام اور دیگر نظاموں میں تقابلی جائزہ و مطالعہ کا مقصد ان کے نظریات، اصولوں، اور اخلاقی اقدار کے مابین فرق اور مشابہت کو نمایاں کرنا ہوتا ہے، تاکہ اسلام کی ہمہ گیر تعلیمات اور دیگر نظاموں کی فکری و عملی خامیوں کو واضح کیا جا سکے۔ یہ جائزہ نہ صرف اسلامی اصولوں کی جامعیت اور برتری کو اجاگر کرتا ہے بلکہ دوسرے نظاموں کی اصلاح اور ان کی کمزوریوں کی نشاندہی کا ذریعہ بھی بنتا ہے۔ ایسے تقابلی مطالعے کے ذریعے مذہبی و سماجی شعور کو فروغ ملتا ہے اور مختلف نظاموں کے درمیان مکالمے کا دروازہ کھلتا ہے۔[5] مذہبی رواداری اور بین المذاہب ہم آہنگی کے اصولوں کو مد نظر رکھتے ہوئے، اب چونکہ گریہیہ سوترا ہندومت کے اہم مذہبی متون میں سے ایک ہے، اس لیے اس کا فقہ اسلامی کے ساتھ تقابلی جائزہ پیش کیا جائے گا، تاکہ دونوں نظاموں کے اخلاقی، سماجی، اور فکری پہلو مزید واضح ہو سکیں۔

1۔ گریہیہ سوترا اور فقہ اسلامی کے خاندانی نظام کا ڈھانچہ

گریہیہ سوترا میں خاندانی نظام کے ڈھانچے پر بحث مختلف زاویوں سے کی گئی ہے، جو قدیم ویدک معاشرتی زندگی کے رسم ورواج پر مبنی ہے۔ اس خاندانی نظام کو مذہبی اور سماجی ذمہ داریوں کا محور قرار دیا گیا ہے، اور اسے تین بنیادی اصولوں پر استوار پایا گیا ہے: شادی(Vivaha)، بچوں کی تربیت(Upanayana)، اور خاندان کے مذہبی فرائض(Pakayajna)۔ ذیل میں ان موضوعات کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے:

الف۔ شادی اور مقدس آگ کی اہمیت

شادی(Vivaha) کو خاندانی زندگی کی بنیاد قرار دیا گیا ہے اور اسے مذہبی فریضہ سمجھا گیا ہے۔ شادی کے دوران مقدس گھریلو آگ (sacred domestic fire) کا قیام کیا جاتا ہے، جو نہ صرف شادی کی رسومات کا مرکز ہوتی ہے بلکہ بعد میں تمام گھریلو مذہبی اعمال میں بھی اہم کردار ادا کرتی ہے۔ دلہا اور دلہن مخصوص ویدک منتر پڑھتے ہیں، جن کے ذریعے خاندان کی خوشحالی اور جوڑے کے درمیان روحانی ہم آہنگی کی دعا کی جاتی ہے۔ ان رسومات کے ذریعے خاندان کی نئی شروعات کو روحانی طور پر تقویت دی جاتی ہے اور معاشرتی ذمہ داریوں کی ادائیگی کا عزم کیا جاتا ہے۔ مقدس آگ کو شادی کے بعد دلہا دلہن کے ساتھ ان کے نئے گھر لے جایا جاتا ہے تاکہ یہ ان کے گھریلو مذہبی فرائض کا حصہ بن سکے۔[6]

ب۔ بچوں کی پیدائش اور ابتدائی رسومات

بچوں کی پیدائش کے ساتھ مخصوص رسومات انجام دی جاتی ہیں، جن کا مقصد نہ صرف بچے کی جسمانی بلکہ روحانی نشوونما کو بھی یقینی بنانا ہے۔ ان رسومات میں "جات کرما" (Jatakarma) شامل ہے، جو بچے کی پیدائش کے فوراً بعد ادا کی جاتی ہے۔ اس میں بچے کی صحت، ذہانت، اور خوشحالی کے لیے دعائیں کی جاتی ہیں۔ اس کے بعد "نام کرن" (Namakarana) کی رسم ہوتی ہے، جس میں بچے کو باقاعدہ طور پر نام دیا

[1] شاہد پرویز، "تقابلی مطالعہ اور طریقہ کار"، ماہنامہ اردو دنیا، ص 21

[2] سید احتشام حسین، تنقید اور عملی تنقید، دہلی: ساہتیہ اکادمی، 1977، ص 17

[3] محمد ابراہیم، تنقیدی جائزے کے اصول، لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، 1995، ص 45

[4] ڈاکٹر سید مسرت گیلانی، "تقابلی مطالعہ: معنی واہمیت"، تحقیق و تنقید، سہ ماہی اردو ریسرچ جنرل، شمارہ 28، اکتوبر تا دسمبر 2021ء، ص

[5] ڈاکٹر ذاکر عبدالکریم نائک، (مترجم: محمد زاہد ملک) اسلام اور ہندومت، ایک تقابلی جائزہ، لاہور: زبیر پبلشرز، ص 10

[6] Oldenberg, The Gṛhya-Sūtras, Oxford: Clarendon Press, 1892, p. xxvi

جاتا ہے۔ یہ عمل خاندان کے بزرگوں کی مشاورت اور مذہبی اصولوں کے تحت کیا جاتا ہے، کیونکہ نام بچے کی شخصیت اور روحانی ترقی میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ ان رسومات میں خاندان کے ہر فرد کو بچے کے مستقبل کے لیے دعا گو ہونے کی ترغیب دی جاتی ہے، خاندانی روایات سے جوڑا جاتا ہے۔[7]

ج۔ تعلیمی تربیت

تعلیم کو خاندانی نظام کا ایک بنیادی ستون سمجھا گیا ہے، اور اپنایانا (Upanayana) اس کا آغاز ہے۔ یہ رسم بچے کو رسمی طور پر ویدک تعلیم حاصل کرنے کے لیے تیار کرتی ہے اور اسے مذہبی اور اخلاقی اصولوں کا پابند بناتی ہے۔ اپنایانا کے دوران بچے کو گرو کے حوالے کیا جاتا ہے، جو اسے نہ صرف ویدک علم سکھاتا ہے بلکہ اخلاقی اور روحانی تربیت بھی فراہم کرتا ہے۔ بچے کو برہمچریہ (Brahmacharya) کے اصولوں پر عمل کرنے کا پابند کیا جاتا ہے، جو اس کی روحانی اور جسمانی پاکیزگی کو یقینی بناتا ہے۔ تعلیمی دور کے اختتام پر سام ورتنا (Samavartana) کی رسم ادا کی جاتی ہے، جس کے بعد بچہ عملی زندگی میں قدم رکھتا ہے اور گھریلو فرائض ادا کرنے کے لیے تیار ہو جاتا ہے۔ یہ نظام نسل در نسل ویدک علم اور اخلاقیات کی منتقلی کو ممکن بناتا ہے اور خاندانی روایات کے تسلسل کو برقرار رکھتا ہے۔[8]

د۔ روزمرہ کی قربانیاں اور گھریلو فرائض

خاندانی نظام میں روزمرہ کی قربانیاں (daily sacrifices) کو لازمی قرار دیا گیا ہے، جو روحانی تربیت اور قدرتی عناصر کے ساتھ ہم آہنگی کا ذریعہ ہیں۔ یہ قربانیاں صبح اور شام کے وقت ادا کی جاتی ہیں، اور ہر ماہ کے نئے اور مکمل چاند کی تاریخوں پر مخصوص رسومات انجام دی جاتی ہیں۔ ان قربانیوں کا مقصد خاندان کے افراد کو ان کے مذہبی فرائض کی یاد دہانی کرانا اور ان کی روحانی نشوونما کرنا ہے۔ یہ اعمال خاندان کے ہر فرد کو ایک دوسرے کے قریب لانے اور مشترکہ مذہبی تجربات کے ذریعے باہمی اتحاد کو فروغ دینے میں مدد دیتے ہیں۔ قربانیوں کے دوران مخصوص منتر پڑھے جاتے ہیں، جو دیوتاؤں کی رضا اور برکت کے حصول کے لیے ضروری سمجھے جاتے ہیں۔[9]

خ۔ خاندانی روایات اور اتحاد

گریہیہ سوترا کے مطابق خاندانی روایات کو محفوظ رکھنا اور ان کا تسلسل برقرار رکھنا ہر خاندان کی بنیادی ذمہ داری ہے۔ خاندان کے بزرگ افراد اپنی زندگی کے تجربات اور مذہبی علم کو نئی نسل تک منتقل کرتے ہیں، تاکہ خاندانی اتحاد اور اقدار کا تسلسل برقرار رہے۔ اس مقصد کے لیے موت کے بعد کی رسومات (Shraddha) کو اہمیت دی گئی ہے، جن کے ذریعے مرحومین کے لیے دعائیں اور قربانیاں پیش کی جاتی ہیں۔ یہ رسومات خاندان کے افراد کے درمیان تعلق کو مضبوط بناتی ہیں اور انہیں اپنے ماضی سے جوڑتی ہیں۔ شرادھ کی رسومات کے دوران دیوتاؤں اور بزرگوں کو یاد کرنے کے لیے مخصوص منتر پڑھے جاتے ہیں، جو ان کی رضا اور برکت حاصل کرنے کا ذریعہ ہیں۔[10]

فقہ اسلامی میں خاندانی ڈھانچہ

فقہ اسلامی کا خاندانی نظام ایک متوازن، منصفانہ، اور حقوق و فرائض کی جامع تقسیم پر مبنی ہے، جو قرآن و سنت کی روشنی میں تشکیل دیا گیا ہے۔ یہ نظام نکاح، والدین، بچوں، اور دیگر خاندانی افراد کے حقوق اور ذمہ داریوں کو ایک مثالی ترتیب میں بیان کرتا ہے، جس کا مقصد سماجی استحکام اور روحانی ترقی کو یقینی بنانا ہے۔ ذیل میں فقہ اسلامی کے خاندانی ڈھانچے کے اصول اور خصوصیات پیش کیے گئے ہیں:

الف۔ خاندان کی تعریف اور ساخت

فقہ اسلامی میں خاندان کو معاشرتی ڈھانچے کی بنیادی اکائی قرار دیا گیا ہے، جو نکاح کے ذریعے وجود میں آتی ہے۔ نکاح کو ایک مقدس معاہدہ سمجھا جاتا ہے، جس کا مقصد مرد اور عورت کے درمیان محبت، سکون، اور رحمت پیدا کرنا ہے، جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

"وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ"[11]

ترجمہ: اور اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اس نے تمہارے لیے تمہارے ہی جنس سے جوڑے پیدا کیے تاکہ تم ان سے سکون حاصل کرو، اور اس نے تمہارے درمیان محبت اور رحمت رکھی۔ بے شک اس میں غور و فکر کرنے والوں کے لیے نشانیاں ہیں۔

ب۔ شوہر اور بیوی کے کردار

فقہ اسلامی کے مطابق شوہر کو خاندان کا قوام (نگران) مقرر کیا گیا ہے، جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

"الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللَّهُ بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ وَبِمَا أَنْفَقُوا مِنْ أَمْوَالِهِمْ."[12]

ترجمہ: مرد عورتوں پر نگران ہیں، اس وجہ سے کہ اللہ نے ان میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی اور اس وجہ سے کہ وہ اپنا مال خرچ کرتے ہیں۔

مذکورہ آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ شوہر پر لازم ہے کہ وہ اپنی بیوی کی ضروریات کو پوری کرے، حسن سلوک کرے اور اسے مالی و جذباتی تحفظ فراہم کرے۔ دوسری جانب، بیوی کو گھریلو امور میں مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ بیوی پر شوہر کی اطاعت لازم ہے، لیکن یہ اطاعت حقوق کے توازن کے ساتھ مشروط ہے۔ بیوی کو شوہر کے ساتھ حسن سلوک، بچوں کی پرورش، اور خاندان کی روحانی و اخلاقی ترقی میں اہم کردار ادا کرنا ہے۔ اس سلسلے میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے:

"خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ، وَأَنَا خَيْرُكُمْ لِأَهْلِي"[13]

ترجمہ: تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو اپنے اہل خانہ کے ساتھ اچھا ہو، اور میں اپنے اہل خانہ کے ساتھ سب سے بہتر ہوں۔

ج۔ والدین اور بچوں کے تعلقات

والدین کی خدمت اور احترام کو اسلام میں عبادت کا درجہ دیا گیا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

"وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا"[14]

ترجمہ: اور ہم نے انسان کو اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا حکم دیا ہے۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

"رِضَا اللَّهِ فِي رِضَا الْوَالِدِ، وَسَخَطُ اللَّهِ فِي سَخَطِ الْوَالِدِ"[15]

ترجمہ: اللہ کی رضا والد کی رضا میں ہے، اور اللہ کی ناراضی والد کی ناراضی میں ہے۔

مذکورہ حدیث مبارکہ سے ثابت ہوتا ہے کہ والدین کی ذمہ داری ہے کہ وہ بچوں کی تعلیم و تربیت اور ان کے اخلاقی و روحانی نشوونما پر خصوصی توجہ دیں۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"مَا نَحَلَ وَالِدٌ وَلَدَهُ أَفْضَلَ مِنْ أَدَبٍ حَسَنٍ"[16]

ترجمہ: والدین اپنی اولاد کو بہترین اخلاق سے بہتر کوئی تحفہ نہیں دے سکتے۔

د۔ خاندانی اتحاد اور دیگر افراد کے حقوق

اسلامی خاندانی نظام میں اتحاد اور محبت کو مرکزی حیثیت دی گئی ہے۔ یہ نظام نہ صرف شوہر، بیوی، اور بچوں کے حقوق کو متعین کرتا ہے بلکہ دیگر قریبی رشتہ داروں، جیسے بہن بھائی، دادا دادی، اور دیگر اہل خانہ کے ساتھ حسن سلوک کو بھی لازم قرار دیتا ہے۔ اس حوالے سے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

"مَنْ سَرَّهُ أَنْ يُبْسَطَ لَهُ فِي رِزْقِهِ، وَيُنْسَأَ لَهُ فِي أَثَرِهِ، فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ"[17]

[7] Oldenberg, The Gṛhya-Sūtras, Oxford: Clarendon Press, 1892, p. 140

[8] Oldenberg, The Gṛhya-Sūtras, Oxford: Clarendon Press, 1892, p. xxvi

[9] Oldenberg, The Gṛhya-Sūtras, Oxford: Clarendon Press, 1892, p. 20

[10] Oldenberg, The Gṛhya-Sūtras, Oxford: Clarendon Press, 1892, p. 146

[11] القرآن الروم:30،21

[12] القرآن النساء:34،4

[13] ترمذی، جامع الترمذي، كتاب المناقب، باب فضل أزواج النبي صلى الله عليه وسلم، رقم الحديث:3895

[14] القرآن لقمان:31،14

[15] ترمذی، سنن الترمذي، كتاب البر والصلة، باب ماجاء في رضا الوالدين، رقم الحديث:1899

[16] احمد، مسند أحمد، بیروت: مكتبہ الرسالۃ، 1999ء، ج5، ص 20571

[17] بخاری، صحيح البخاري، كتاب الأدب، باب من بسط له في الرزق، رقم الحديث:5986

SCRR

ترجمہ: جو شخص چاہتا ہے کہ اس کے رزق میں کشادگی ہو اور اس کی عمر دراز ہو، وہ اپنے رشتہ داروں کے ساتھ تعلقات کو جوڑے رکھے۔

نبی کریم ﷺ کے اس فرمان میں خاندانی تعلقات کی اہمیت کو واضح طور پر بیان کیا گیا ہے۔ اس میں خاندانی اصولوں کے تحت صلہ رحمی یعنی رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک اور تعلقات کو جوڑے رکھنے پر زور دیا گیا ہے۔ اس حدیث میں دو اہم فوائد کا ذکر کیا گیا ہے: رزق میں کشادگی اور عمر میں درازی۔ یہ اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ مضبوط خاندانی تعلقات نہ صرف روحانی اور اخلاقی برکت کا ذریعہ بنتے ہیں بلکہ مادی فوائد کا بھی سبب بنتے ہیں۔ اسلامی تعلیمات میں خاندان کو ایک بنیادی اکائی تصور کیا گیا ہے، اور اس کی مضبوطی معاشرتی استحکام کے لیے ضروری ہے۔ صلہ رحمی کا عمل خاندان کے افراد کے درمیان محبت اور اعتماد کو بڑھاتا ہے اور تنازعات کے خاتمے کا ذریعہ بنتا ہے۔ اس حدیث کے ذریعے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اسلام میں خاندانی اصول محض انفرادی ذمہ داری نہیں بلکہ ایک اجتماعی فریضہ ہیں، جو فرد اور معاشرے دونوں کے لیے برکت اور استحکام کا باعث بنتے ہیں۔

خ۔ وراثت کا اصول

فقہ اسلامی میں وراثت کا نظام بھی خاندانی ڈھانچے کا اہم جزو ہے، جو قرآن میں تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ ہر فرد کا حصہ واضح طور پر متعین کیا گیا ہے تاکہ انصاف اور برابری کا نظام قائم ہو۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا ہے:

"يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ"[18]

ترجمہ: اللہ تمہیں تمہاری اولاد کے بارے میں حکم دیتا ہے کہ لڑکے کا حصہ دو لڑکیوں کے برابر ہو گا۔

دین اسلام میں نص قرآنی سے وراثت کے اصول کے ذریعے خاندانی املاک کی تقسیم میں تنازعات کو ختم کرنے اور انصاف کو یقینی بنایا گیا ہے۔

ک۔ روزمرہ کی عبادات اور خاندانی فرائض

اسلامی خاندان کے افراد پر لازم ہے کہ وہ روزمرہ کی عبادات، جیسے نماز، روزہ، اور زکوۃ، کی پابندی کریں۔ ان اعمال کے ذریعے خاندان کے افراد کے درمیان روحانی تعلق قائم ہوتا ہے اور ان کی زندگی میں سکون پیدا ہوتا ہے۔ والدین اور بچوں کے لیے مشترکہ عبادات، جیسے قرآن کی تلاوت اور دعا، کو خاندانی زندگی کا حصہ بنایا گیا ہے۔ اس بارے میں مولانا امین احسن اصلاحی لکھتے ہیں:

"اسلامی خاندان کا ہر فرد دوسرے کے لیے معاون اور روحانی ترقی کا ذریعہ بنتا ہے۔"[19]

مولانا امین احسن اصلاحی کے اس قول میں اسلامی خاندان کے روحانی پہلو کو اجاگر کیا گیا ہے، جس میں ہر فرد کو دوسرے کے لیے معاون اور ترقی کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے۔ یہ تصور اس بات پر زور دیتا ہے کہ خاندان کا ہر رکن نہ صرف اپنی ذمہ داری ادا کرے بلکہ دوسروں کی روحانی اور اخلاقی بہتری کے لیے بھی کردار ادا کرے۔ اس سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ اسلامی خاندانی نظام فرد کو الگ تھلگ نہیں چھوڑتا بلکہ اسے اجتماعی ترقی اور روحانی ہم آہنگی کا حصہ بناتا ہے۔

گریہیہ سوترا اور فقہ اسلامی کا تقابلی جائزہ

1۔ نکاح

گریہیہ سوترا میں نکاح کو خاندانی زندگی کا مقدس آغاز سمجھا جاتا ہے، جہاں شادی کے موقع پر ویدک منتر کا جاپ کیا جاتا ہے تاکہ جوڑے کے درمیان روحانی ہم آہنگی اور خوشحالی قائم کی جا سکے۔

شوہر کو خاندان کا سربراہ اور محافظ تسلیم کیا گیا ہے، جو خاندان کے معاشی اور سماجی امور کی ذمہ داری اٹھاتا ہے۔ بیوی کو شوہر کی معاون اور بچوں کی پرورش اور مذہبی رسومات میں مرکزی کردار ادا کرنے والی شخصیت کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ نکاح کی رسومات خاندانی اتحاد اور خاندانی تسلسل کو برقرار رکھنے کا ذریعہ سمجھی جاتی ہیں۔

اس کے برعکس فقہ اسلامی میں نکاح کو زندگی کے ایک مقدس معاہدے کے طور پر دیکھا گیا ہے، جو نہ صرف دو افراد کو قانونی اور روحانی طور پر جوڑتا ہے بلکہ خاندان کی بنیاد کو مضبوط کرتا ہے۔ نکاح ایک متوازن اور منصفانہ نظام کا مظہر ہے، جس میں شوہر اور بیوی کے درمیان محبت، سکون، اور باہمی احترام کو مرکزی حیثیت دی گئی ہے۔ شوہر اور بیوی کے حقوق اور فرائض واضح طور پر متعین ہیں، جہاں شوہر کو قوام کی حیثیت دی گئی ہے، جو اپنے خاندان کی دیکھ بھال اور حفاظت کا ذمہ دار ہے۔ دوسری جانب، بیوی کو برابر کا شریک سمجھا گیا ہے، جس کا کردار صرف گھریلو امور تک محدود نہیں بلکہ خاندان کے تمام پہلوؤں میں مؤثر اور اہم ہے۔ یہ معاہدہ خاندان کے استحکام، بچوں کے لئے معاشرتی ترقی کو فروغ دینے کا ذریعہ بنتا ہے۔[20]

محاکمہ

دونوں متون سے ثابت ہوتا ہے کہ اگرچہ گریہیہ سوترا میں نکاح کو زیادہ رسوماتی اور روایتی انداز میں پیش کیا گیا ہے، جہاں شوہر کو مکمل سربراہی حاصل ہے اور بیوی کا کردار محدود ہے۔ مگر فقہ اسلامی نکاح کو ایک متوازن اور منصفانہ معاہدے کے طور پر دیکھتا ہے، جہاں شوہر اور بیوی کے حقوق و فرائض واضح طور پر متعین ہیں۔ اس کا بنیادی مقصد خاندانی استحکام، محبت، اور مساوات کو فروغ دینا ہے۔ اس کے یہ دونوں نظام اپنے اپنے سماجی ڈھانچے اور مذہبی تناظر کی عکاسی کرتے ہیں، لیکن فقہ اسلامی میں نکاح کا تصور زیادہ جامع اور عملی ہے، جو حقوق کی حفاظت اور خاندانی تعلقات کی مضبوطی پر زور دیتا ہے، جبکہ گریہیہ سوترا میں نکاح کا مرکز زیادہ تر رسومات اور سماجی مراتب پر ہے۔ یہ فرق دونوں نظاموں کے اصولوں اور مقاصد میں بنیادی تفاوت کو ظاہر کرتا ہے۔

2. بیوی کا کردار

گریہیہ سوترا میں بیوی کا کردار زیادہ تر گھریلو امور کی انجام دہی اور مذہبی رسومات تک محدود رکھا گیا ہے۔ بیوی کو شوہر کی معاون اور تابع سمجھا جاتا ہے، اور وہ خاندانی فیصلوں میں شوہر کی مرضی کی پابند ہوتی ہے۔ اس کا کردار بنیادی طور پر شوہر اور خاندان کی خدمت تک محدود ہے، جہاں اس کی حیثیت زیادہ تر فرائض کی ادائیگی پر منحصر ہوتی ہے۔ اس نظام میں بیوی کی رائے اور انفرادی حقوق کو کم اہمیت دی گئی ہے، جو اسے شوہر کے مقابلے میں ثانوی حیثیت فراہم کرتا ہے۔[21]

جبکہ فقہ اسلامی میں بیوی کو خاندان کا ایک اہم اور برابر کا رکن تصور کیا گیا ہے۔ اسے نہ صرف گھریلو امور کی نگران کا مقام دیا گیا ہے بلکہ اس کی رائے، جذبات اور حقوق کو بھی مکمل طور پر تسلیم کیا گیا ہے۔ بیوی کو شوہر کے ساتھ ایک مشاورتی اور معاونت کرنے والے شریک کے طور پر دیکھا جاتا ہے، جہاں اس کی مرضی اور خوشی کو اہمیت دی جاتی ہے۔ شوہر پر لازم ہے کہ وہ بیوی کے ساتھ حسن سلوک کرے، اس کی ضروریات پوری کرے، اور اسے عزت و احترام کے ساتھ رکھے۔ یہ نظام میاں بیوی کے درمیان محبت، اعتماد، اور تعاون کو فروغ دیتا ہے، جو خاندانی زندگی کی مضبوطی کا بنیادی ذریعہ ہے۔[22]

اس کے برعکس فقہ اسلامی میں بیوی کو ایک اہم اور مساوی رکن کے طور پر تسلیم کیا گیا ہے، جہاں اس کے حقوق اور رائے کو مکمل اہمیت دی گئی ہے۔ یہ تصور بیوی کو نہ صرف گھریلو بلکہ خاندانی نظام کے تمام پہلوؤں میں فعال شراکت دار بناتا ہے، جو اعتماد اور محبت کے ذریعے خاندانی ڈھانچے کو مستحکم کرتا ہے۔ اس کے برعکس، گریہیہ سوترا کا نظام بیوی کے کردار کو روایتی حدود میں قید رکھتا ہے، جہاں اس کی حیثیت زیادہ تر فرائض کی ادائیگی اور شوہر کی تابع داری تک محدود ہے۔ یہ فرق دونوں نظاموں کے معاشرتی اور مذہبی اصولوں کی عکاسی کرتا ہے، لیکن فقہ اسلامی کا نقطہ نظر بیوی کو ایک مکمل انسان کے طور پر تسلیم کرتے ہوئے اس کے انفرادی حقوق اور مساوات کو یقینی بناتا ہے، جو ایک متوازن اور عملی خاندانی نظام کی بنیاد رکھتا ہے۔

3. شوہر کی حیثیت

گریہیہ سوترا میں شوہر کو خاندان کا مکمل سربراہ اور حاکم قرار دیا گیا ہے، جو خاندانی معاملات میں حتمی فیصلے کرنے کا اختیار رکھتا ہے۔ شوہر کو خاندانی نظام کا مرکز سمجھا گیا ہے، جہاں وہ معاشی، سماجی، اور مذہبی ذمہ

[18] القرآن النساء: 4،11

[19] امین احسن اصلاحی، اسلامی نظام حیات، لاہور: مرکزی مکتبہ اسلامی، 2001ء، ص 159

[20] شیخ سید سابق مصری، (مترجم: حافظ محمد اسلم شاہد روی) خاندانی نظام، ص 11

[21] Oldenberg, Hermann. The Gṛhya-Sūtras: Rules of Vedic Domestic Ceremonies. Oxford: Clarendon Press, 1892, Part II, p. 13

[22] شیخ سید سابق مصری، (مترجم: حافظ محمد اسلم شاہد روی) خاندانی نظام، ص 289-286

داریوں کا واحد ذمہ دار ہے۔ اس نظام میں شوہر کی حیثیت غالب اور حاکمانہ ہے، جس میں بیوی اور دیگر خاندانی افراد کو اس کے فیصلوں کی پیروی کرنی ہوتی ہے۔ اس تصور میں شوہر کا کردار طاقت اور اختیار پر مبنی ہے، جبکہ مشاورت اور مساوات کا پہلو کمزور نظر آتا ہے۔[23]

فقہ اسلامی میں شوہر کو خاندان کا قوام (نگران) مقرر کیا گیا ہے، لیکن یہ قوامیت ذمہ داری، انصاف، اور محبت پر مبنی ہے۔ شوہر پر لازم ہے کہ وہ اپنی بیوی اور بچوں کی مالی، جذباتی، اور روحانی ضروریات کو پورا کرے اور ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئے۔ اس حیثیت کا مطلب یہ نہیں کہ شوہر مکمل اختیار رکھتا ہو، بلکہ وہ اپنے اختیارات میں عدل، مشاورت، اور شراکت داری کا پابند ہے۔ شوہر کے کردار کو ایک قائد کی طرح بیان کیا گیا ہے، جو اپنے خاندان کے حقوق کا تحفظ کرتا ہے اور ان کی فلاح و بہبود کے لیے ہر ممکن اقدام کرتا ہے۔ یہ نظام خاندان کے تمام افراد کے درمیان توازن اور اعتماد کو فروغ دیتا ہے، جس کے نتیجے میں ایک مضبوط خاندانی ڈھانچہ وجود میں آتا ہے۔[24]

محاکمہ

گریہیہ سوترا میں شوہر کو مکمل اختیار اور طاقت کے ساتھ خاندان کا مرکز قرار دیا گیا ہے، جہاں اس کی حیثیت ایک مطلق حاکم کی ہے۔ اس نظام میں مشاورت کی گنجائش کم اور شوہر کے فیصلے حتمی ہوتے ہیں، جو خاندان کے دیگر افراد، بالخصوص بیوی، کے کردار کو محدود کر دیتے ہیں۔ اس طرح کا ڈھانچہ خاندانی تعلقات میں مساوات کے بجائے حکم اور اطاعت کا ماحول پیدا کرتا ہے۔ جبکہ فقہ اسلامی میں شوہر کا کردار ذمہ داری اور انصاف پر مبنی قیادت کا ہے، جہاں قوامیت کے معنی صرف اختیار نہیں بلکہ جوابدہی اور تحفظ کے ہیں۔ یہ تصور شوہر کو خاندان کے لیے رہنما کے طور پر پیش کرتا ہے، جو بیوی اور بچوں کی ضروریات کو پورا کرنے کے ساتھ ساتھ ان کے جذبات اور حقوق کا خیال رکھنے کا پابند ہے۔ یہ نظام خاندانی اتحاد کو عدل اور مشاورت کے اصولوں پر استوار کرتا ہے، جو تمام افراد کو تحفظ اور اطمینان فراہم کرتا ہے۔ دونوں نظاموں میں شوہر کے کردار کی نوعیت سماجی اور اخلاقی اصولوں کا آئینہ دار ہے، لیکن فقہ اسلامی کا تصور زیادہ متوازن اور شراکتی ہے۔

4. والدین اور بچوں کے تعلقات

گریہیہ سوترا میں والدین اور بچوں کے درمیان تعلقات کو خاص مذہبی اور روایتی اصولوں کے تحت بیان کیا گیا ہے۔ والدین کو خاندان کی روحانی اور مذہبی تعلیم کے تحفظ کی ذمہ داری دی گئی ہے۔ بچوں کو والدین کی خدمت اور ان کی اطاعت کا حکم دیا گیا ہے، خاص طور پر ان رسومات اور اصولوں کے حوالے سے جو خاندانی زندگی کا حصہ ہیں۔ والدین بچوں کو خاندانی روایات، مذہبی اصول، اور اخلاقی اقدار منتقل کرنے کے ذمہ دار ہیں، تاکہ ان کا سماجی مقام محفوظ رہے اور خاندان کی روایات برقرار رہیں۔[25]

اس کے برعکس فقہ اسلامی میں والدین کی خدمت اور احترام کو عبادت کا درجہ دیا گیا ہے۔ اسلام میں بچوں کو تاکید کی گئی ہے کہ وہ والدین کے ساتھ حسن سلوک کریں، ان کی ضروریات پوری کریں، اور ان کی خدمت کو اپنی ذمہ داری سمجھیں۔ والدین کے حقوق میں ان کی دیکھ بھال، ان کے لیے دعا، اور ان کے فیصلوں کا احترام شامل ہیں۔ اس کے ساتھ والدین پر بھی یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اپنے بچوں کو اسلامی اصولوں کے مطابق تربیت دیں، ان کی اخلاقی اور روحانی ترقی کا خیال رکھیں، اور ان کی تعلیم کو اپنی اولین ترجیح بنائیں۔ یہ تعلیمات والدین و بچوں کے درمیان محبت اور اعتماد کو فروغ دیتی ہیں، جس کے باعث ایک مضبوط خاندانی ڈھانچہ وجود میں آتا ہے۔[26]

مذکورہ بالا دلائل کی روشنی میں یہ دعوی کیا جا سکتا ہے کہ گریہیہ سوترا میں اس کا مرکز خاندانی تسلسل اور سماجی حیثیت کا تحفظ ہے اور گریہیہ سوترا میں زیادہ زور مذہبی رسومات اور خاندانی روایات پر دیا گیا ہے جبکہ فقہ اسلامی میں والدین اور بچوں کے تعلقات کو محبت، عزت، اور تعاون کی بنیاد پر تشکیل دیا گیا ہے، ہے۔

فقہ اسلامی میں یہ تعلق صرف ایک سماجی ضرورت نہیں بلکہ دینی فرض ہے۔ دونوں نظاموں میں والدین کے احترام اور خدمت کی اہمیت تسلیم کی گئی ہے، مگر اسلامی تعلیمات میں والدین اور بچوں کے درمیان تعلق زیادہ متوازن اور جامع نظر آتا ہے۔

5. خاندانی اتحاد

فقہ اسلامی میں خاندانی اتحاد کو سماجی استحکام اور روحانی ترقی کا ایک اہم ستون قرار دیا گیا ہے۔ خاندان کے تمام افراد کے درمیان محبت، تعاون اور ایک دوسرے کے حقوق کی پاسداری کو نہ صرف اخلاقی بلکہ مذہبی فریضہ بھی قرار دیا گیا ہے۔ صلہ رحمی کو خاندان کے تعلقات کو مضبوط کرنے کا ذریعہ سمجھا گیا ہے، جہاں رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک اور ان کی مدد کو عبادت کا درجہ دیا گیا ہے۔ یہ اصول خاندان کے اندر تنازعات کو ختم کرنے اور محبت و ہم آہنگی کو فروغ دینے کے لیے بنیاد فراہم کرتے ہیں۔ خاندان کے افراد ایک دوسرے کے لیے ذمہ دار سمجھے جاتے ہیں، اور ان کا اتحاد معاشرتی استحکام کی ضمانت فراہم کرتا ہے۔

دوسری طرف، گریہیہ سوترا میں خاندانی اتحاد کو روایتی رسومات کے ذریعے برقرار رکھنے پر زور دیا گیا ہے۔ خاندان کے بزرگوں اور مرحومین کی یاد میں انجام دی جانے والی رسومات کو خاندانی تعلقات کی مضبوطی اور روحانی ہم آہنگی کا اہم ذریعہ سمجھا گیا ہے۔ ان رسومات کا مقصد خاندان کے افراد کو ایک دوسرے کے قریب لانا اور خاندانی تسلسل کو برقرار رکھنا ہے۔ تاہم، ان رسومات میں زیادہ تر زور روایتی اقدار، مذہبی رسومات پر ہے، جنکا مرکز خاندان کی مشترکہ روحانی ترقی سے زیادہ مرحومین کی یاد کے گرد گھومتا ہے۔[27]

محاکمہ

خاندانی اتحاد پر غور کریں تو گریہیہ سوترا میں خاندانی اتحاد کا تصور زیادہ رسوماتی ہے، جس کا محور بزرگوں اور مرحومین کی یادگاری رسومات ہیں۔ ان رسومات کا مقصد خاندان کے اندر جذباتی تعلق کو فروغ دینا ہے، لیکن ان میں عملی زندگی کے مسائل اور افراد کے درمیان باہمی حقوق کی تفصیل شامل نہیں ہے۔ یہ نظام زیادہ ماضی پر مرکوز ہے، دوسری طرف فقہ اسلامی کا تصور عملی زندگی میں محبت، تعاون، اور حقوق کی ادائیگی پر مبنی ہے، جہاں ہر فرد کے کردار کو واضح کیا گیا ہے اور خاندان کے استحکام کو مضبوط بنیاد فراہم کی گئی ہے۔ صلہ رحمی کو صرف اخلاقی حکم نہیں بلکہ ایک عبادتی عمل قرار دیا گیا ہے، جو خاندان کے افراد کے درمیان حقیقی تعلق اور ذمہ داری کا احساس پیدا کرتا ہے۔ فقہ اسلامی کا نظام حال اور مستقبل دونوں کو مدنظر رکھتا ہے۔ یہ فرق واضح کرتا ہے کہ فقہ اسلامی خاندان کے افراد کو نہ صرف ایک دوسرے کے قریب لاتا ہے بلکہ انہیں باہمی اعتماد اور عملی تعاون کا ذریعہ بھی بناتا ہے، جبکہ گریہیہ سوترا کا ماڈل جذباتی پہلو پر زیادہ انحصار کرتا ہے۔

6. وراثت

گریہیہ سوترا میں وراثت کے اصول زیادہ تر روایتی رسومات اور سماجی حیثیت پر مبنی ہیں، جہاں تقسیم کا انحصار خاندان کے سربراہ کی مرضی اور سماجی مراتب پر ہوتا ہے۔ اس نظام میں عورت کے حقوق کا کردار کمزور نظر آتا ہے، اور وراثت کی تقسیم اکثر اوقات مردوں تک محدود رہتی ہے۔ یہ طریقہ کار خاندانی عدم مساوات کو بڑھا سکتا ہے اور فرد کے حقوق کو پس پشت ڈال سکتا ہے۔[28]

فقہ اسلامی میں وراثت کے قوانین واضح، منصفانہ اور ہر فرد کے حقوق کی ضمانت فراہم کرتے ہیں۔ یہ قوانین خاندانی ڈھانچے کو مضبوط کرنے اور حقوق کی منصفانہ تقسیم کو یقینی بنانے کے لیے ترتیب دیے گئے ہیں۔ وراثت کی تقسیم میں مرد اور عورت دونوں کے حقوق متعین ہیں، جو انصاف اور توازن پر مبنی ہیں۔ ہر فرد کا حصہ اس کے رشتے اور ذمہ داریوں کے مطابق متعین کیا گیا ہے، جس کا مقصد خاندانی تعلقات کو

SCRR

[23] Oldenberg, Hermann. The Gṛhya-Sūtras: Rules of Vedic Domestic Ceremonies. Oxford: Clarendon Press, 1892, Part II, p. 74

[24] مولانا ہارون معاویہ، بیوی کے حقوق اور شوہر کی ذمہ داریاں، لاہور: بیت العلوم، 2009ء، ص23-24

[25] Oldenberg, Hermann. The Gṛhya-Sūtras: Rules of Vedic Domestic Ceremonies. Oxford: Clarendon Press, 1892, p. 74

[26] پروفیسر ڈاکٹر خالد علوی، اسلام میں اولاد کے حقوق، اسلام آباد: دعوۃ اکیڈمی بین الاقوامی یونیورسٹی، اشاعت دوم، 2007ء، ص20-13

[27] Oldenberg, Hermann. The Gṛhya-Sūtras: Rules of Vedic Domestic Ceremonies. Oxford: Clarendon Press, 1892, Part II, p. 74

[28] Oldenberg, Hermann. The Gṛhya-Sūtras: Rules of Vedic Domestic Ceremonies. Oxford: Clarendon Press, 1892, pp. 13-15

مستحکم رکھنا اور ممکنہ تنازعات کو ختم کرنا ہے۔ یہ نظام خاندان کے تمام افراد کے لیے مساوات اور تعاون کو فروغ دیتا ہے۔[29]

محاکمہ

مذکورہ اقوال اور دلائل کی روشنی میں یہ بات نمایاں طور پر ثابت ہوتی ہے کہ گریہیہ سوترا میں وراثت کا نظام روایتی اور طبقاتی بنیادوں پر استوار ہے، جس میں سماجی حیثیت اور سربراہ کی مرضی فیصلہ کن کردار ادا کرتی ہے۔ اس نظام میں خواتین کی حیثیت ثانوی رہتی ہے، جو خاندانی اتحاد کے بجائے طبقاتی استحکام کو زیادہ اہمیت دیتا ہے۔ اس کے برعکس فقہ اسلامی کا وراثت کا نظام محض قانونی اصول نہیں بلکہ معاشرتی عدل و انصاف کا ایک عملی مظہر ہے، جو ہر فرد کو اس کے شرعی حق کے مطابق حصہ دینے کو یقینی بناتا ہے۔ یہ نظام نہ صرف خاندانی تعلقات کو مضبوط کرتا ہے بلکہ اس کے ذریعے رشتوں میں شفافیت، تعاون، اور مساوات کو فروغ ملتا ہے۔ تقسیم کے عمل میں رشتے کی نوعیت اور ذمہ داری کو بنیاد بنایا گیا ہے، جو ممکنہ تنازعات کو ختم کرتے ہوئے ایک مربوط خاندانی ڈھانچے کو یقینی بناتا ہے۔ یہ فرق نہ صرف دونوں نظاموں کے اصولی اختلاف کو واضح کرتا ہے بلکہ اسلامی وراثتی نظام کی عملی اور منصفانہ بنیادوں کی برتری کو بھی نمایاں کرتا ہے، جو کسی بھی سماج میں
عدل و مساوات کا مضبوط ستون بن سکتا ہے۔

7. طلاق

گریہیہ سوترا میں شادی کو ایک ناقابل توڑ بندھن سمجھا جاتا ہے، اس لیے طلاق کا تصور واضح یا تفصیل سے بیان نہیں کیا گیا ہے۔ ہندو دھرم میں شادی ایک روحانی اور سماجی فریضہ ہے، جسے دھرم کا حصہ سمجھا جاتا ہے۔ اس کے نتیجے میں، شوہر اور بیوی کے درمیان اختلافات کو زیادہ تر خاندان یا برادری کے ذریعے ثالثی کے ذریعے حل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ پنچایت (دیہی کونسل) یا خاندان کے بزرگ ازدواجی مسائل میں مصالحت کا کردار ادا کرتے ہیں، لیکن اگر تعلقات ناقابل واپسی حد تک خراب ہو جائیں تو بیوی کو خاندان کے دیگر افراد پر منحصر رہنے کا مشورہ دیا جاتا ہے۔ طلاق کے واضح قانونی اصولوں کی غیر موجودگی عورت کے لیے مشکلات پیدا کرتی ہے، خاص طور پر اس کے حقوق اور تحفظ کے حوالے سے۔[30]

اس کے برعکس فقہ اسلامی میں نکاح ایک مقدس معاہدہ ہے، لیکن انسانی تعلقات میں پیش آنے والے مسائل اور اختلافات کے پیش نظر، شریعت نے طلاق کو ایک جائز مگر ناپسندیدہ عمل کے طور پر قبول کیا ہے۔ قرآن مجید میں طلاق کے اصول اور اس کے طریقہ کار کو واضح طور پر بیان کیا گیا ہے تاکہ اس عمل میں کسی بھی قسم کی ناانصافی یا جلد بازی سے بچا جا سکے۔ طلاق کے بنیادی اصولوں میں عدت کی پابندی، مصالحت کی کوشش، اور خاندان کے دونوں فریقین کی رضامندی شامل ہیں۔ چنانچہ قرآن کریم کے سورۃ البقرہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"وَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوا حَكَمًا مِّنْ أَهْلِهِ وَحَكَمًا مِّنْ أَهْلِهَا إِن يُرِيدَا إِصْلَاحًا يُوَفِّقِ اللَّهُ بَيْنَهُمَا"[31]

ترجمہ: اور اگر تم ان دونوں کے درمیان جھگڑے کا اندیشہ ہو تو ایک فیصلہ کرنے والا مرد کے گھر والوں میں سے اور ایک عورت کے گھر والوں میں سے مقرر کرو۔ اگر وہ دونوں صلح چاہتے ہوں گے تو اللہ ان کے درمیان موافقت پیدا کر دے گا۔

اسلامی نظام میں طلاق کے مراحل کو اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ پہلے مصالحت کی کوشش کی جاتی ہے۔ اگر یہ ناکام ہو جائے تو طلاق دی جا سکتی ہے، لیکن یہ ایک مخصوص عمل اور اصولوں کے تحت ہوتی ہے، جس میں طلاق ثلاثہ، عدت کی مدت، اور عورت کے حقوق کو یقینی بنایا جاتا ہے۔ خلع کا حق بھی عورت کو دیا گیا ہے، جہاں وہ مناسب وجوہات کی بنیاد پر شوہر سے علیحدگی کی درخواست کر سکتی ہے۔

محاکمہ

گریہیہ سوترا اور فقہ اسلامی میں طلاق کے نظام کا تقابلی جائزہ دونوں کے سماجی، مذہبی اور عملی پہلوؤں کی عکاسی کرتا ہے۔ گریہیہ سوترا میں طلاق کا تصور واضح نہیں ہے، اور شادی کو ایک ناقابل توڑ بندھن سمجھا گیا ہے۔ ازدواجی اختلافات کے حل کے لیے روایتی رسومات اور پنچایت جیسے غیر رسمی ذرائع پر انحصار کیا جاتا ہے، لیکن ان میں عورت کے حقوق کو نمایاں حیثیت حاصل نہیں۔ یہ نظام زیادہ تر خاندان کے تسلسل اور سماجی ہم آہنگی پر مرکوز ہے، جو مرد کی حاکمیت اور عورت کی تابع داری کو فروغ دیتا ہے۔ دوسری طرف فقہ اسلامی میں طلاق ایک ایسا عمل ہے جسے ناپسندیدہ قرار دیا گیا ہے لیکن ضرورت کے تحت اس کی اجازت دی گئی ہے، اور اس کے لیے ایک منظم اور عدل پر مبنی طریقہ کار طے کیا گیا ہے۔ شوہر اور بیوی کے حقوق اور فرائض کو واضح کر کے اختلافات کو حل کرنے کی راہ فراہم کی گئی ہے، جبکہ عورت کو خلع کے ذریعے اپنی مرضی کا اختیار دیا گیا ہے۔ یہ نظام ازدواجی تعلقات میں مساوات اور انصاف کا مظہر ہے۔ یہ فرق ظاہر کرتا ہے کہ فقہ اسلامی کا نظام عملی اور متوازن ہے، جبکہ گریہیہ سوترا کا ڈھانچہ زیادہ روایتی اور سماجی مراتب پر مبنی ہے، جو عورت کے حقوق کے حوالے سے محدود اور غیر واضح رہتا ہے۔

8۔روحانی اصول اور معاشرتی اثرات

گریہیہ سوترا ہندو دھرم کے اہم مذہبی متون میں شامل ہیں، جو ویدک دور کی گھریلو رسومات اور خاندانی اصولوں کو تفصیل سے بیان کرتے ہیں۔ یہ متون نہ صرف مذہبی رسومات بلکہ خاندانی اتحاد، روحانی ترقی، اور معاشرتی ہم آہنگی کے اصول بھی پیش کرتے ہیں۔ ان میں روحانی اصولوں کا مقصد دیوتاؤں کی رضا حاصل کرنا، خاندان کے افراد کو روحانی طور پر مضبوط بنانا، اور معاشرتی ڈھانچے کو مستحکم کرنا ہے۔ معاشرتی اثرات میں طبقاتی ہم آہنگی، خاندانی تسلسل، اور روایات کا تحفظ شامل ہیں، جو ہندو معاشرتی زندگی کی بنیاد فراہم کرتے ہیں۔ گریہیہ سوترا میں ویدک منتر کا جاپ روحانی سکون اور دیوتاؤں کی رضا کے حصول کا ذریعہ سمجھا جاتا ہے۔ مختلف رسومات میں مخصوص منتر پڑھے جاتے ہیں، جو روحانی اور سماجی زندگی کو بہتر بنانے میں مددگار ثابت ہوتے ہیں۔

شادی (وواہ) کے موقع پر دلہا اور دلہن مقدس آگ کے گرد پھیرے لیتے ہیں اور درج ذیل منتر کا جاپ کرتے ہیں:

"सह नांववतु। सह नौं भुनक्तु। सह वीर्यं करवावहै। तेजस्वि नांवधीतमस्तु मा विद्विषावहैं। ॐ शान्तिः शान्तिः शान्तिंः।[32]"

ترجمہ: ہم دونوں کی حفاظت ہو، ہم دونوں مل کر کام کریں، ہم دونوں علم حاصل کریں،
ہمارا علم تیز ہو، اور ہم ایک دوسرے سے نفرت نہ کریں۔

گھر کے استحکام اور خوشحالی کے لیے ویدک رسومات کے دوران یہ منتر پڑھا جاتا ہے:

"ओम् ऐं ह्रीं क्लीं चामुण्डायै विच्चे।[33]"

ترجمہ: دیوی چاموںڈا کی برکت سے ہمارا گھر خوشحال ہو۔

بچے کی صحت، ذہانت، اور روحانی ترقی کے لیے جات کرما (Jatakarma) کے دوران یہ منتر پڑھا جاتا ہے:

"सर्वेऽत्र सुखिनंः सन्तु। सर्वे सन्तु निरामयाः। सर्वे भद्राणि पश्यन्तु। मा कश्चिद्दुः खमाप्नुयात्। ॐ शान्तिः शान्तिः शान्तिः।[34]"

ترجمہ: سبھی خوشحال ہوں، سبھی صحت مند رہیں، سبھی بھلائی دیکھیں، اور کسی کو بھی دکھ نہ ہو۔

گریہیہ سوترا میں طبقاتی ہم آہنگی (ورن آشرم دھرم) کو اہمیت دی گئی ہے، جس کے تحت ہر طبقے کے فرائض اور ذمہ داریاں متعین کی گئی ہیں۔ یہ نظام سماجی توازن اور ہم آہنگی کو یقینی بناتا ہے۔ ورن آشرم دھرم:

---

[29] جصاص، ابو بکر احمد، احکام القرآن، قاہرہ: دار الکتب العلمیہ، 1994ء، جلد 2، صفحہ 68

[30] Oldenberg, Hermann. The Gṛhya-Sūtras: Rules of Vedic Domestic Ceremonies. Oxford: Clarendon Press, 1892, pp. 15-18

[31] القرآن البقرہ: 2:35

[32] Taittiriya Upanishad. Yajurveda. Translated by Swami Gambhirananda. Kolkata: Advaita Ashrama, 2000

[33] Rigveda. Purusha Sukta. Edited by Ralph T.H. Griffith. London: E.J. Lazarus & Co., 1896

[34] Chandogya Upanishad. Translated by Swami Nikhilananda. Mysore: Sri Ramakrishna Ashrama, 1956

"ब्राह्मणोऽस्य मुखमासीद्बाहू राजन्यः कृतः। ऊरू तदस्य यद्वैश्यः पद्भ्यां शूद्रो अजायत॥[35]"

ترجمہ: برہمن اس کے منہ سے پیدا ہوئے، کشتریہ اس کے بازوؤں سے، ویشیہ اس کی رانوں سے، اور شودر اس کے پیروں سے پیدا ہوئے۔

گریہیہ سوترا کے مطابق، برہمن تعلیم و تدریس اور عبادات کے ذمہ دار ہیں، کشتریہ حکمرانی اور حفاظت کے، ویشیہ تجارت اور زراعت کے، جبکہ شودر خدمت کے فرائض انجام دیتے ہیں۔ یہ تقسیم سماجی نظام کو مستحکم کرنے کا ذریعہ ہے۔

اس کے برعکس فقہ اسلامی خاندانی نظام کو روحانی اصولوں اور عبادات پر استوار کرتا ہے، جن کا مقصد افراد کو اللہ کے قریب کرنا اور خاندان کے اندر ہم آہنگی کو فروغ دینا ہے۔ اسلام میں عبادات کو انفرادی اور اجتماعی روحانی ترقی کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد باری تعالی ہے:

"وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلَاةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ۖ لَا نَسْأَلُكَ رِزْقًا ۖ نَحْنُ نَرْزُقُكَ ۗ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوَىٰ "[36]

ترجمہ: اور اپنے اہل خانہ کو نماز کا حکم دو اور خود بھی اس پر ثابت قدم رہو۔ ہم تم سے رزق نہیں مانگتے، بلکہ ہم تمہیں رزق دیتے ہیں، اور اچھا انجام پرہیز گاروں کے لیے ہے۔

مذکورہ آیت خاندانی عبادات کی اہمیت کو اجاگر کرتی ہے، تاکہ روحانی تربیت کے ذریعے خاندان کے افراد میں اتحاد اور ہم آہنگی کو فروغ دیا جا سکے۔ اسلام میں والدین کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی اولاد کو دینی تعلیمات اور عبادات کے ساتھ ساتھ اخلاقی تربیت بھی فراہم کریں۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

"مَا نَحَلَ وَالِدٌ وَلَدَهُ أَفْضَلَ مِنْ أَدَبٍ حَسَنٍ"[37]

ترجمہ: والدین اپنی اولاد کو بہترین اخلاق سے بڑھ کر کوئی تحفہ نہیں دے سکتے۔

یہ تعلیمات خاندان کے افراد کو روحانی اور اخلاقی ترقی کی راہ پر گامزن کرتی ہیں اور معاشرتی استحکام کو یقینی بناتی ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے خاندانی عبادات اور تعلقات کو مضبوط بنانے پر خصوصی توجہ دی۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

"إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا أَقَامَ الصَّلَاةَ وَحَسَّنَ وُضُوءَهُ، وَجَمَعَ أَهْلَهُ عَلَى ذِكْرِ اللهِ، نَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِينَةُ، وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ، وَحَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ، وَذَكَرَهُمُ اللَّهُ فِيمَنْ عِنْدَهُ"[38]

ترجمہ: جب کوئی شخص نماز قائم کرتا ہے، وضو کو اچھے طریقے سے ادا کرتا ہے، اور اپنے اہل خانہ کو ذکرِ الٰہی پر جمع کرتا ہے، تو ان پر سکون نازل ہوتا ہے، ان پر رحمت چھا جاتی ہے، فرشتے انہیں گھیر لیتے ہیں، اور اللہ ان کا ذکر اپنے مقربین میں کرتا ہے۔

محاکمہ

گریہیہ سوترا اور اسلامی فقہ دونوں میں روحانی اصولوں کو خاندانی اور سماجی نظام کا مرکز قرار دیا گیا ہے، لیکن دونوں کے نظریات اور عملی پہلوؤں میں واضح فرق ہے۔ گریہیہ سوترا میں روحانی اصول زیادہ تر رسومات اور مذہبی جاپ کے ذریعے ظاہر ہوتے ہیں۔ ویدک منتر کا جاپ خاندانی زندگی کے اہم مواقع، جیسے شادی اور بچوں کی پیدائش، پر کیا جاتا ہے تاکہ روحانی ہم آہنگی اور دیوتاؤں کی رضا حاصل ہو۔ تاہم، ان رسومات میں زیادہ زور روایتی تقاضوں اور طبقاتی نظام پر دیا گیا ہے، جو خاندان کے ہر فرد کو ایک مخصوص کردار تک محدود رکھتا ہے۔ اس کے برعکس اسلامی فقہ میں عبادات، جیسے نماز، روزہ، اور زکوۃ، نہ صرف انفرادی بلکہ اجتماعی روحانی ترقی کا ذریعہ ہیں۔ یہ اصول خاندانی زندگی میں محبت، سکون، اور باہمی اعتماد کو فروغ دیتے ہیں، اور ہر فرد کی ذمہ داری کو واضح کرتے ہیں۔ اسلام میں روحانیت کو عملی زندگی کا حصہ بنایا گیا ہے، جہاں ہر عبادت خاندانی اتحاد اور معاشرتی ہم آہنگی کے لیے معاون ہوتی ہے۔ اسلامی فقہ خاندانی زندگی میں برابری، عدل، اور محبت کو اہمیت دیتی ہے، جبکہ گریہیہ سوترا میں طبقاتی ہم آہنگی کے تحت ہر طبقے کے لیے مخصوص فرائض اور ذمہ داریاں مقرر ہیں۔ اسلامی تعلیمات فرد کی روحانی ترقی کے ساتھ سماجی انصاف کو بھی فروغ دیتی ہیں، جبکہ گریہیہ سوترا کا نظام زیادہ تر سماجی مراتب کو برقرار رکھنے پر مبنی ہے۔ دونوں نظام اپنے مخصوص ثقافتی اور مذہبی تناظر میں خاندانی اور سماجی اصولوں کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہیں، لیکن اسلامی فقہ کا نظام زیادہ جامع اور عملی دکھائی دیتا ہے۔

ہندو دھرم کے نظام وعقائد سے متعلق جواہر لعل نہرو کا تجزیہ

ہندو دھرم کے عقائد کے بارے میں خود ہندو علماء نے کبھی کوئی حتمی اور قطعی رائے پیش نہیں کی۔ ہندوستان کے پہلے وزیر اعظم پنڈت جواہر لال نہرو نے اس بارے میں کہا:

"Hinduism, as a belief system, is vast and complex. It encompasses a wide range of beliefs and practices, often contradictory, making it difficult to define as a religion in the conventional sense[39]".

ترجمہ: ہندوازم ایک وسیع اور پیچیدہ عقائدی نظام ہے۔ یہ عقائد اور اعمال کا ایک وسیع دائرہ شامل کرتا ہے، جو اکثر ایک دوسرے سے متضاد ہوتے ہیں، اور اسے عام مذہب کی تعریف کے تحت بیان کرنا مشکل بنا دیتے ہیں۔

نہرو کے اس بیان سے واضح ہوتا ہے کہ ہندو دھرم ایک ایسا مجموعہ ہے جس میں مختلف روایات، عقائد، اور رسومات شامل ہیں، اور یہ اپنے اندر کئی متضاد پہلوؤں کو سموئے ہوئے ہیں۔ اس کے علاوہ، گریہیہ سوترا جیسی مذہبی تحریریں اس دھرم کا ایک اہم حصہ ہیں، جو گھریلوں رسومات، شادی، اور سماجی تقریبات کے اصول وضع کرتی ہیں۔ یہ رسومات نہ صرف ہندو سماج کی تہذیب اور روایات کو مضبوط کرتی ہیں بلکہ اس دھرم کی وسعت اور قدیم روایت کی عکاسی بھی کرتی ہیں۔[40]

خلاصۃ البحث

زیر نظر مضمون " خاندانی قانون کے حوالے سے گریہیہ سوترا اور فقہ اسلامی کا ابتدائی تقابلی مطالعہ " کے عنوان کے تحت ہندو اور اسلامی مذہبی نظاموں میں خاندانی ڈھانچے کا موازنہ پیش کرتا ہے۔ گریہیہ سوترا ہندومت کے روایتی ویدک رسومات پر مبنی نظام کی عکاسی کرتی ہے، جہاں شادی، بچوں کی پرورش، اور مذہبی رسومات کو خاندانی زندگی کی بنیاد مانا گیا ہے۔ اس میں طبقاتی تقسیم اور روایتی روحانی عناصر کو اہمیت حاصل ہے۔ دوسری طرف، فقہ اسلامی ایک متوازن، عدل پر مبنی اور روحانی و سماجی طور پر ہم آہنگ خاندانی نظام فراہم کرتا ہے، جو قرآن و سنت کی بنیاد پر قائم ہے۔ اسلام شوہر اور بیوی دونوں کو مساوی حیثیت دیتا ہے، والدین اور بچوں کے تعلقات میں محبت و ادب کو مرکزی مقام حاصل ہے، اور وراثت و طلاق کے احکام میں واضح عدالتی اصول شامل ہیں۔ پیش نظر مضمون میں دونوں نظاموں کے اصولوں، روحانی اثرات، اور معاشرتی ڈھانچے کا گہرا تجزیہ کیا گیا ہے، جس سے واضح ہوتا ہے کہ فقہ اسلامی کا نظام زیادہ جامع، عملی، اور مساوات پر مبنی ہے، جب کہ گریہیہ سوترا میں روایتی اور طبقاتی اقدار کو نمایاں حیثیت حاصل ہے۔

مصادر و مراجع

القرآن الکریم

احمد بن شعیب النسائی، السنن الکبری للنسائي، تحقیق: عبد الغفار البنداری و سید کسروی حسن، دار الکتب العلمیۃ، ریاض، 1991۔

احمد، مسند أحمد، بیروت: مکتبہ الرسالۃ، 1999ء

امین احسن اصلاحی، اسلامی نظامِ حیات، لاہور: مرکزی مکتبہ اسلامی، 2001ء

پروفیسر ڈاکٹر خالد علوی، اسلام میں اولاد کے حقوق، اسلام آباد: دعوۃ اکیڈمی بین الاقوامی یونیورسٹی، اشاعت دوم، 2007

جصاص، ابو بکر احمد، احکام القرآن، قاہرہ: دار الکتب العلمیہ، 1994ء

ڈاکٹر ریحان اختر قاسمی، "اسلام اور ہندو دھرم کی مشترکہ قدریں" دی وائس نیوز، انڈیا، 28 اپریل 2023ء

[35] Rigveda. Purusha Sukta. Edited by Ralph T.H. Griffith. London: E.J. Lazarus & Co., 1896

[36] القرآن طٰہٰ، 20:132

[37] ترمذی، جامع الترمذی، کتاب البر والصلۃ، باب ماجاء فی بر الوالدین، رقم الحدیث: 1952

[38] مسلم، صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب فضل الجماعۃ، رقم الحدیث 685

[39] Nehru, Jawaharlal. The Discovery of India. Oxford University Press, New Delhi, 1946, p. 74

[40] ڈاکٹر ریحان اختر قاسمی، "اسلام اور ہندو دھرم کی مشترکہ قدریں" دی وائس نیوز، انڈیا، 28 اپریل 2023ء

ڈاکٹر سید مسرت گیلانی، "تقابلی مطالعہ: معنی و اہمیت"، تحقیق و تنقید، سہ ماہی اردو ریسرچ جنرل، شمارہ 28، اکتوبر تا دسمبر 2021ء

ڈاکٹر ذاکر عبدالکریم نائک، (مترجم: محمد زاہد ملک) اسلام اور ہندومت، ایک تقابلی جائزہ، لاہور: زبیر پبلشرز

سلیمان بن الأشعث ابوداود، سنن أبي داود، تحقیق: محمد محيي الدين عبدالحميد، دارالفکر، بیروت، 1968۔

سید احتشام حسین، تنقید اور عملی تنقید، دہلی: ساہتیہ اکادمی، 1977

شاہد پرویز، "تقابلی مطالعہ اور طریقہ کار"، ماہنامہ اردو دنیا

شیخ سید سابق مصری، (مترجم: حافظ محمد اسلم شاہدروی) خاندانی نظام

شیخ سید سابق مصری، (مترجم: حافظ محمد اسلم شاہدروی) خاندانی نظام

محمد ابراہیم، تنقیدی جائزے کے اصول، لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، 1995

محمد بن اسماعیل البخاری، الجامع الصحیح المعروف بصحیح البخاری، تحقیق: محمد زہیر بن ناصر الناصر، دار طوق النجاۃ، ریاض، 2001۔

محمد بن عیسی الترمذی، الجامع الکبیر المعروف بسنن الترمذي، تحقیق: بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي، بیروت، 1998۔

محمد بن یزید ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ، تحقیق: محمد فؤاد عبد الباقی، دار إحياء الكتب العربية، قاہرہ، 1952۔

مسلم بن الحجاج القشیری، الجامع الصحیح المعروف بصحیح مسلم، تحقیق: محمد فؤاد عبد الباقی، دار إحياء التراث العربي، بیروت، 1955۔

مولانا ہارون معاویہ، بیوی کے حقوق اور شوہر کی ذمہ داریاں، لاہور: بیت العلوم، 2009ء

Chandogya Upanishad. Translated by Swami Nikhilananda. Mysore: Sri Ramakrishna Ashrama, 1956

Nehru, Jawaharlal. The Discovery of India. Oxford University Press, New Delhi, 1946, p. 74

Oldenberg, Hermann. The Gṛhya-Sūtras: Rules of Vedic Domestic Ceremonies. Oxford: Clarendon Press, 1892, Part II

Rigveda. Purusha Sukta. Edited by Ralph T.H. Griffith. London: E.J. Lazarus & Co., 1896

Taittiriya Upanishad. Yajurveda. Translated by Swami Gambhirananda. Kolkata: Advaita Ashrama, 2000

SCRR